شریعہ میں ہوائے نفس کو دَبانا، غزوات و معارک میں رگِ جان کٹوانا اور وطنِ عزیز کی خاطر متاعِ حیات لٹانا آخر یہی تو غمازی کر رہے ہیں کہ اَرفع و اَعلیٰ اَہداف و مقاصد کا حصول نہایت گراں مایہ ہے اور جو شخص لذت کام و دہن کا بندہ ہو، جس کا دل حریفانہ کشاکش سے لرزتا یا جذبۂ قربانی سے گھبراتا ہو، وہ اس بازارِ جنس کا خریدار نہیں ہے۔ اسے کسی اور دُنیا میں چلے جانا چاہیے جہاں خود غرضی، مفاد پرستی اور اَقربا پروری کو اجتماعی مفاد پر مقدم رکھا جاتا ہو، جہاں مقاصدِ عظیمہ کی خاطر دی جانے والی قربانیاں پاگل پن قرار پاتی ہوں اور جہاں لوگ اپنے اسلاف کے کارناموں کو فراموش کر چکے ہوں یا انہیں نہایت اَرزاں قیمت پر فروخت کر دیا گیا ہو کہ یہی قربانی ہمارا ورثہ اور یہی اَسلاف ہمارا سرمایہ ہیں اور ایثارِ اسلاف کے ناسپاس کو یہاں رہنے کا کوئی حق نہیں ہے، کیونکہ یہ وطن آخر قربانی کا حاصل اور ایثار کا ثمرہ ہے۔ (آصف جاوید)

متعلم ثانية كلية القرآن

☆ ...... ☆ ...... ☆

جوانو! ...... ذرا سنبھل کر

پاکستان کے اسلام بیزار ماحول کی کٹھن فضا شابانِ ملت کیلئے دعوتِ فکر ہے۔ میری مراد وہ نوجوان وجود ہیں جن کا خونِ تازہ ابھی مصلحت و منافقت کی غلاظتوں سے پاک ہے، جن کے دِلوں میں ایک تڑپ موجود ہے، جو مظلوموں کا دَرد اپنے جگر میں محسوس کرتے ہیں، جو معصوموں کی آہ و بکا پر لبیک کہنا اپنا فرضِ منصبی سمجھتے ہیں اور جو مصلحت کیشی اور حکمتِ عملی کو بزدلی سے تعبیر کر کے جان کی بازی لگانے سے بھی دَریغ نہیں کرتے۔ میری مخاطب وہ پاکیزہ ہستیاں ہیں جن کے شب و روز فرشتوں کی دُعاؤں میں بسر ہوتے ہیں، جن کے دل محبتِ الٰہی سے معمور ہیں، جن کی میراث انبیاء علیہم السلام کی تڑپ اور قربانی

ہے، جن کا مقصد فکرِ اسلامی کی ترویج ہے۔ ذرا غور کریں! جن کے مقاصد اتنے اَرفع ہوں، جن کی منازل اتنی اعلیٰ ہوں وہ کبھی جذبات کا شکار ہو کر اپنی منزل کو کھویا نہیں کرتے بلکہ حوصلہ مندی اور دانشوری سے اپنی راہ کا انتخاب کرتے ہیں۔

موجودہ حالات میں اُن پر ایک اہم ذمہ داری عائد ہوتی ہے کہ انہیں چشمِ بیدار سے کام لینا چاہیئے۔ ظلم و جبر کی دہکتی آگ میں کود جانے کے بجائے اس کو فکر و عمل کے آبِ حیات سے ٹھنڈا کرنا چاہیئے۔ جذبات کی رَو میں بہنے کی بجائے شعور کی گتھیوں کو سلجھانا چاہیئے جو اس دہکتے آتش کدے کو ہمیشہ کیلئے بھسم کر دے، لہٰذا لازم ہے کہ نوجوان خون میں ٹکراؤ کے بجائے ٹھہراؤ پیدا ہو اور وہ اپنی منزل کے تعین کے بعد راہِ عمل پر گامزن ہوں۔

آج سے چودہ سو سال پہلے حضورِ گرامی ﷺ کے اُسوۂ عظیم کے نظائر و اَمثال ہمارے لئے لائق اتباع ہیں جو ایک تابندہ ستارہ بن کر ہمیں دعوتِ فکر و عمل پیش کر رہی ہیں۔ عقلِ سلیم اور نظرِ عمیق سے ماضی کے جھروکوں سے پردہ اُٹھائیں تو یہ حقیقت طشت اَز بام ہو جائے گی کہ اصحابِ رسول رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اِطاعت کا یہ عالم تھا کہ سب کچھ ہونے کے باوَجود گویا وہ کچھ بھی نہ تھے۔

جب حدیبیہ کے موقع پر تلواریں بے نیام تھیں اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کچھ بھی کر گزرنے کا عزمِ مصمم کئے ہوئے تھے، موت پر بیعت ہو چکی تھی، مرنے مارنے کا عہد کیا جا چکا تھا، عین اُسی لمحے ایک پا بہ زنجیر مظلوم نوجوان روتا سسکتا، بلبلاتا اور تڑپتا ہوا آپ ﷺ کے دامنِ عافیت میں پناہ گزینی کی خواہش لے کر آتا ہے۔ معاہدہ ابھی لکھا جا رہا تھا، حزبِ مخالف کی طرف سے آواز آئی کہ اس کو واپس کردیا جائے ورنہ معاہدہ نہیں ہوسکتا۔ ہر طرف خاموشی طاری ہوگئی، لوگ آپ ﷺ کے چہرے پر نظریں جمائے فیصلہ کے منتظر تھے دیکھیں آج زبانِ اَطہر سے کیا ارشاد صادِر ہوتا ہے۔ فکر و تدبر کے مجسم عظیم داعی نے مبارک ہونٹوں کو جنبش دی اور فرمایا کہ تم اَبو جندلؓ کو لے جاسکتے ہو۔ ان اَلفاظ کا سننا تھا کہ جو فدا کار شمشیر حمائل کئے آپ کے اشارۂ اَبرو کے منتظر تھے اور جو جانثار اپنے مظلوم بھائی کی دشمن حوالگی کا کبھی سوچ بھی نہ سکتے تھے، پلک جھپکنے میں تلوارِیں نیام میں ڈال

دیتے ہیں۔ اُنہوں نے فرمودہ نبوی ﷺ کے سامنے سرِ تسلیم خم کر دیا۔ یہ سب آپ ﷺ کی صحبت و تربیت ہی کا توفیض تھا جس نے سفاک و قزاق جابروں کو بھی نرم خو بنا دیا تھا، آج بھی ایسی ہی تربیت کی ضرورت ہے۔ یہ ذمہ داری والیانِ نبوت و رسالت، مفکرین قوم و ملت اور اربابِ دانش و بینش پر عائد ہوتی ہے کہ وہ اس منہج پر نوجوانوں کو تیار کریں کیونکہ حالات جذبات کی رو میں بہہ جانے سے نہیں بلکہ فکر و تدبر کی اُس راہ پر چلنے سے بدلا کرتے ہیں جس کی طرف اَحمدِ مجتبیٰ ﷺ نے رہنمائی فرمائی ہے، آج ہمیں اس جادۂ مستقیم پر گامزن ہونے کی اَشد ضرورت ہے۔

موجودہ حالات کی ستم ظریفی نے نوجوان خون کو تپش و حرارت دے کر گرما رکھا ہے تاہم انہیں فہم و فراست کو بروئے کار لاکر ان حالات کا مقابلہ کرنا چاہئے، اگر جذباتی جوانوں کا خون اسی طرح آبِ اَرزاں کی مانند بے محل اور بلا سود بہتا رہا تو تاریخ ان واقعات کو بوجھل اور سیاہ الفاظ میں رقم کرے گی، کیا آپ دیکھتے نہیں کہ کتنے لوگوں کو تاریخ نے فراموش کر دیا؟

آج رِستے خون کی داستان ایک وطن ہی کا اَلمیہ نہیں بلکہ پوری اُمتِ مسلمہ اس کرب میں بلبلا رہی اور پکار کر کہہ رہی ہے کہ تم نے ایک ملک ہی کے نہیں بلکہ تمام اُمتِ مسلمہ کے تازہ زخموں پر مرہم رکھنا ہے۔ اس کیلئے خود کو تیار کرنا آپ نوجوانوں کی پہلی ذمہ داری ہے۔ یہ کام آپ اسی وقت کر سکیں گے جب اپنی منزل تک پہنچنے کا عزمِ مصمم کرنے کے بعد جوش کی پُر خطر وادیوں کو فراستِ محمدی اور دانشِ مصطفوی کے ذریعے عبور کریں گے۔

پاسبانِ ملت! اب آپ کو سوچنا ہے کہ کیا آپ کا اُٹھایا جانے والا ہر قدم رضائے الٰہی کے حصول اور ترویجِ اسلام کیلئے ہے؟ ورنہ آپ کی تمام محنتیں اور مشقتیں رائیگاں جائیں گی اور جسم و جان کھپانے کے سوا کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ ابھی بہت سی لال مساجد، کئی معصوم کلیاں اور لاکھوں بے گناہ تڑپتی جانیں آپ کی منتظر ہیں، اب یہ فیصلہ آپ کو کرنا ہے کہ آپ کس طرح اپنی ملت کیلئے کارگر ثابت ہو سکتے ہیں۔ اس ہدف کا تعین اور راہِ عمل کا انتخاب خود آپ کے ذمہ ہے۔

(عبد الباسط رسولنگری، متعلم ثانیۃ کلیۃ القرآن)